اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

گولڈ مرابحہ

آج کل یہ بحث صرافہ بازاروں اور صرافین میں عام ہے کہ صارفین کے لئے مرابحۃ الذهب، سونے کا مرابحہ کیوں نہیں ہوسکتا، بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اسلامک بنکنگ نے جہاں اور بہت سی اشیاء واجناس میں مرابحہ کے ذریعہ حلال تجارت کا راستہ نکالا ہے، وہیں سونے کے مرابحہ کو اب تک کیوں روکا ہوا ہے۔ اور صرافہ بازاروں میں ہونے والے بزنس کو کیوں سپورٹ نہیں کیا جارہا؟ یہ بحث صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی اسی طرح چل رہی ہے اور وہاں کے علماء اس پر سنجیدگی سے غور کررہے ہیں کہ آیا سونے کا مرابحہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ بعض ممالک میں سونے کے مرابحہ پر پابندی ختم ہوچکی ہے۔ سونے کا مرابحہ نہ ہونے یا اس کی اجازت نہ دئے جانے کا بنیادی سبب سونے کی ثمنیت ہے اور اس کا عام اجناسِ تجارت سے خارج ہونا ہے۔ سونے چاندی کی بیع وشراء کے لئے نص موجود ہے کہ اس کی بیع وشراء نقدا، یدابید اور برابر سرابر ہونی چاہئے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ﴿لا تبع الذهب بالذهب والفضة بالفضة الا يدا بيد سواء بسواء فان اختلفت الاجناس فبيعوا كيفما شئتم اذا كان يدا بيد﴾

یعنی سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے سوائے ہاتھ کے ہاتھ اور برابر سرابر کے فروخت نہ کیا جائے، اور اگر اجناس مختلف ہوں تو پھر سپاٹ سیل Sopt sale جیسے بھی ہو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عرب دنیا اور عالم اسلام میں اس سلسلہ میں دو رائیں پائی جاتی ہیں ایک تو یہ کہ جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق قسطوں پر سونے کی بیع جائز نہیں کیوں کہ اکثر فقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں ہاں اگر سونے کے بدلے سونے کی بیع یا کرنسی کے بدلے سونے کی بیع ہو تو نقد ونقد ہونی چاہئے۔ یہ بیع

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

صرف کی ایک صورت ہے اور بیع صرف میں ایک ہی مجلس میں تقابض شرط ہے۔

سونے کے مرابحہ پر ممانعت کے سلسلہ میں سب سے اہم ایشو یہ ہے کہ سونے کے مرابحہ سے گولڈ مارکیٹ میں تورق کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور تورق شرعا درست نہیں۔

سونے کے مرابحہ کے سلسلہ میں اس وقت جو بحث عالمی سطح پر چلی ہے اس کا سبب شیخ ابن تیمیہ و ابن قیم کے اس قول کی صدائے بازگشت ہے جس میں انہوں نے یہ کہا کہ.......... ان الذهب والفضة اذا اتخذ الناس منهما حلية مباحة ، لم يعودا اثمانا (=نقودا) بل صارا سلعا ، فيجوز فيهما عندئذ التفاضل والنساء ....(القياس فى الشرع الاسلامى لمحمد ابن القيم ـ ص ١٧٥)

کہ سونے اور چاندی سے جب لوگ زیور بنالیں تو پھر یہ اثمان نہیں رہتے بلکہ مال بن جاتے ہیں اور مال ہونے کی وجہ سے ان میں تفاضل اور نساء دونوں جائز ہیں۔

اسی لئے عصرِ حاضر کے علماء کی رائے اب بدل رہی ہے، چنانچہ شامی عالم ڈاکٹر محمود عکام اور مصر کے مفتی ڈاکٹر علی جمعۃ کا کہنا ہے کہ اب چونکہ سونے اور چاندی کی حیثیت نقد (ثمن) کی نہیں رہی اور کرنسی کے پیچھے کہیں بھی سونا اور چاندی موجود نہیں رہے گویا اب حقیقتا سونے اور چاندی کی ثمن ہونے کی حیثیت ختم ہو چکی ہے اس لئے سونے کی خرید وفروخت اب عام اجناس اور اموال کی طرح کی جاسکتی ہے کیونکہ شرعی احکام میں اصل چیز، علت ہوتی ہے، اور جب علت نہ رہے تو حکم بدل جایا کرتا ہے اس لئے سونے میں علت ثمنیت مرتفع ہوجانے کے سبب اس کا عام اجناس تجارت کی طرح مرابحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: سئل الخانونى عن بيع الذهب بالفلوس نسيئة فاجاب بانه يجوز اذا قبض احد البدلين (رد المحتار ٢٠٥/٤ باب الربو كتاب البيوع)

یعنی فلوس کے بدلے سونے کی خریداری جائز ہے جبکہ بدلین میں سے کسی ایک پر اسی وقت مجلسِ عقد میں قبضہ ہوجائے۔

شیخ ابن تیمیہ اور ابن قیم کے مذکورۃ الصدر قول کو اگرچہ کسی دور میں فقہاء نے اہمیت نہیں دی اور سونے کی بیع وشراء کے حوالہ سے وہ ہمیشہ مذکورہ بالا حدیث صحیح کی بناء پر ایک ہی موقف پر قائم رہے کہ اس میں تفاضل اور نساء جائز نہیں ہیں۔ اور نہ ادھار پر اس کی خرید وفروخت اضافہ کے ساتھ

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

کی جاسکتی ہے۔

تاہم دوسری رائے کے مطابق سونا چاندی ادھار پر فروخت کرنے کا جواز نکلتا ہے۔اس رائے کے قائلین کا کہنا ہے کہ فقہاء کرام نے بیع صرف کی تعریف میں لکھا ہے کہ ثمن کو ثمن کے بدلے فروخت کرنا بیع صرف ہے۔چونکہ کاغذی کرنسی سونے چاندی کے حکم میں نہیں نہ ہی یہ سونے چاندی کی رسیدیں ہیں لہذا ان کے ذریعہ سونے یا چاندی کی خرید وفروخت بیع صرف کے حکم میں نہیں آتی، دوسری طرف سونا اور چاندی اب اثمان نہیں رہے سلع (اموال) بن گئے ہیں اس لئے کرنسی کے بدلے سونے چاندی کی ادھار خرید وفروخت عوضین میں سے کسی ایک پر مجلس عقد میں قبضہ کی شرط کے ساتھ جائز ہے۔

فتاوی ہندیه (عالمگیری) میں ہے روی الحسن عن ابی حنیفه اذا اشتری فلوسا بدراہم ولیس عند هذا فلوس ولا عند الآخر دراهم ثم ان احدهما دفع و تفرقا جاز وان لم ینقد واحد منهما حتی تفرقا لم یجز کذا فی المحیط (عالمگیری ۳/۲۲۴)

یعنی کسی نے دراہم کے بدلے فلوس لئے اور اس کے پاس فلوس نہیں ہیں، اور نہ دوسرے کے پاس دراہم ہیں پھر ان میں سے کسی ایک نے ادائیگی کردی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے تو یہ بیع جائز ہوئی۔اور اگر ان میں سے کوئی ایک بھی جدا ہونے سے قبل ادائیگی نہ کرتا تو جائز نہ ہوتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر گولڈ مرابحہ کی اجازت دے دی جائے اور تورق کا راستہ سد ذرائع سے بند کردیا جائے تو یہ ایک " گولڈن مرابحہ " ہوگا۔جس سے صرافہ بازاروں میں بزنس ایکٹویٹی بڑھ جائے گی۔اور اسلام تو چاہتا ہی یہ ہے کہ سود ختم ہو اور ٹریڈ بڑھے۔

ہم نے اہل علم ودانش کے لئے اور فقہی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے ایک Food for Thought دیا ہے امید ہے اس اہم مسئلہ پر علماء کرام غور فرمائیں گے، اور گولڈ مرابحہ کا کوئی شرعی راستہ تجویز فرمائیں گے۔اگر ایسا ہوا تو ہم بصد خوشی مجلہ فقہ اسلامی میں ان کی مثبت آراء کو جگہ دیں گے۔

☆ بیع ملامسہ: بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں نے تجھے یا تیرے کپڑے کو چھولیا تو ہمارے درمیان بیع ہوگی ☆